تونس

سیاسی زندگی اور قوم پرستی کا دور

ثروت صولت

۱۸۸۱ء میں تونس پر فرانس نے قبضہ کرلیا - اگرچہ بے کی حکومت قائم رہی لیکن وہ فرانسیسیوں کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ فرانسیسی تسلط کے بعد تونس کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے جسے ہم سیاسی بیداری اور قوم پرستی کا دور کہہ سکتے ہیں - یہ دور دو واضح حصوں میں تقسیم ہے - پہلا دور فرانسیسی تسلط سے ۱۹۳۴ء تک اور دوسرا ۱۹۳۴ء سے تونس کی آزادی تک - دور اول کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسلامی رجحانات کو غلبہ حاصل تھا - اهل تونس نے اس دور میں اپنی آزادی کی جدوجہد بھی جاری رکھی اور دولت عثمانیہ سے قریبی ربط قائم کرکے اسلامی اتحاد کے لئے بھی کوشش کی - اس دور کی تحریکوں میں جامعہ زیتونہ کے اساتذہ اور طلبہ سب سے آگے تھے - جامعہ زیتونہ چونکہ مصر کی جامعہ ازھر کی طرح ملک میں دینی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز تھی اس لئے وہاں کے اساتذہ اور طلبہ پر اسلام کے اثرات گہرے تھے - جامعہ زیتونہ کے ایک طالب علم محمد سنوسی تھے جنہوں نے عمائدین ملک کے دستخطوں سے ایک محضر پیش کیا جس میں براہ راست حکومت کو ختم کرانے اور دستور کا احیا کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا - اسی طرح شیخ مکی بن عزوز جنہوں نے مشہور تونسی مصلح خیرالدین پاشا کے کاموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کی، جامعہ زیتونہ ھی سے تعلق رکھتے تھے - تونس کے ابتدائی رہنماؤں میں بشیر صفر کو بلند مقام حاصل ہے - وہ اگرچہ مدرسہ صادقیہ کے طالب علم تھے، لیکن اتحاد اسلامی کے زبردست علمبردار تھے - انہوں نے ۱۸۹۴ء میں خلدونیہ کے نام سے ایک نیا مدرسہ قائم کیا تاکہ اس مدرسہ سے وھی کام لیا جائے جو خیرالدین صادقیہ سے لینا چاہتے تھے - تونس کے ایک اور رہنما علی باش حمبہ جنہوں نے ۱۹۰۸ء میں تونس الفتاۃ کے نام سے پہلی سیاسی جماعت قائم کی- اگرچہ

تونس کے فرانسیسی مدرسوں کے طالب علم تھے اور تعلیم کی تکمیل پیرس میں کی۔ لیکن وہ بھی جامعہ زیتونہ ہی کے طالب علم تھے - جامعہ زیتونہ کے طلبہ میں سب سے زیادہ شہرت شیخ عبدالعزیز ثعالبی اور عبدالحمید بادیس نے حاصل کی - عبدالحمید بادیس نے الجزائر میں جمعیة العلماء کی بنیاد ڈالی اور شیخ ثعالبی تونس کی دستور پارٹی کے (جو ۱۹۲۰ء میں قائم کی گئی تھی) روح رواں تھے -

جامعہ زیتونہ کے علاوہ تونس کی بیداری میں جمال الدین افغانی ' محمد عبدہ اور شکیب ارسلان کے اثرات بھی کافی تھے - محمد عبدہ' ۱۸۸۴ء اور ۱۹۰۳ء میں دو مرتبہ تونس آئے تھے اور انہوں نے مدرسہ خلدونیہ کی تاسیس کے سلسلے میں بشیر صفر کو مفید مشورے دئے تھے - اس طرح شکیب رارسلان تونس کے قوم پرستوں اور مشرق کے مسلمان رہنماؤں کے درمیان رابطہ کا کام دیتے تھے -

بیسویں صدی کے آغاز کے بعد تونس کی قیادت پر سے مذہب کا اثر کم ہونا شروع ہوگیا - اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اب جن لوگوں کے ہاتھ میں ملک کی رہنمائی آرہی تھی وہ فرانسیسی مدرسوں کے طالب علم تھے - اگرچہ ان میں قوم پرستی کا جذبہ شدت سے موجود تھا لیکن اسلام سے ان کی واقفیت اور لگاؤ اتنا گہرا نہیں رہا تھا جتنا ان کے پیشروؤں کو تھا - چنانچہ ۱۹۲۰ء میں جن رہنماؤں نے دستور پارٹی کی بنیاد ڈالی ان کی بیشتر تعداد جامعہ زیتونہ کے بجائے فرانسیسی مدرسوں کے فارغ التحصیل طلبہ پر مشتمل تھی - لیکن ابھی قدیم اور جدید رہنماؤں میں زیادہ افتراق پیدا نہیں ہوا تھا اور اگرچہ شیخ ثعالبی دستور پارٹی کے پروگرام سے پوری طرح متفق نہیں تھے لیکن پارٹی کی قیادت ان ہی کے ہاتھ میں تھی - قدیم اور جدید انداز فکر کے رہنماؤں کے درمیان یہ اتحاد زیادہ عرصے قائم نہ رہ سکا - قدیم رہنما بدلتے ہوئے حالات پر قابو نہ پاسکے اور وہ دستور پارٹی کو ایک ایسی عوامی تحریک نہیں بنا سکے جو تونس کے اجتماعی اور سماجی معاملات میں رہنمائی کرسکے - چنانچہ مارچ ۱۹۳۴ء میں جدید طبقہ سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے جدید دستور پارٹی کے نام سے ایک نئی جماعت کی تشکیل کی - نئی جماعت کے رہنما تونس کے موجودہ صدر حبیب بورقیبہ تھے -

حبیب بورقیبہ نے تونس کے فرانسیسی مدرسوں میں تعلیم پانے کے بعد پیرس میں علم السیاست کی اعلیٰ سند حاصل کی - اور بعد میں انہوں نے ایک فرانسیسی خاتون سے شادی کرلی - ان کا انداز فکر پوری طرح مغربی ھے اور پیرس میں قیام کے دوران میں ان کا کمیونسٹ رہنماؤں سے تعلق بھی رہا - یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق ان کے طریق فکر پر کہاں تک اثر انداز ہوا لیکن کہا جاتا ھے کہ سیاسی جماعت کی ٹھوس بنیاد پر تنظیم کے اصول اور جماعت کو صحیح معنوں میں عوامی تنظیم بنانے کے طریقے انھوں نے اشتراکی رہنماؤں سے ھی حاصل کئے - دستور پارٹی کے پرانے رہنما اپنی جماعت کی اس طرح تنظیم نہیں کرسکے اور وہ مات کھا گئے - لیکن بورقیبہ کی جدید دستور پارٹی نے جلد ھی عوام کے دلوں پر قبضہ کرلیا اور اس طرح مغربی انداز فکر رکھنے والا طبقہ حبیب بورقیبہ کی قیادت میں تونس کی سیاسی زندگی پر چھا گیا -

جمہوریۂ تونس کا قیام

حزب دستور '' صوت التونس '' کے نام سے ۱۹۳۰ء سے ایک جریدہ نکالتی تھی - لیکن جب جماعت کے تجدد پسند طبقے میں اختلافات پیدا ہوئے تو اس طبقہ نے ۱۹۳۲ء میں '' العمل '' کے نام سے اپنا علحدہ اخبار جاری کیا جس کے ایڈیٹر حبیب بورقیبہ تھے - بعد میں یہ اخبار حزب دستور جدید کا ترجمان بن گیا - '' العمل '' صرف سیاسی اخبار نہیں تھا بلکہ سماجی اصلاح کا علمبردار بھی تھا اور اس کا ایک خاص موضوع آزادیٔ نسواں تھا -

حزب دستور رفتہ رفتہ بے اثر ھوگئی اور ۲۰ مارچ ۱۹۵۶ء کو جب تونس نے آزادی حاصل کی تو اس میں سب سے بڑا حصہ حبیب بورقیبہ اور ان کی حزب دستور جدید کا تھا - ۲۵ جولائی ۱۹۵۷ء کو بے معزول کردیا گیا اور تونس ایک جمہوریہ قرار دے دیا گیا جس کے صدر حبیب بورقیبہ منتخب کئے گئے - یکم جون ۱۹۵۹ء کو نیا آئین منظور کیا گیا ' جس کے تحت حکومت کا مذہب اسلام ھے اور سرکاری زبان عربی ھے - آئین میں '' عظیم تر مغرب '' کے نصب العین سے بھی اتفاق ظاھر کیا گیا ھے - حکومت نے آزادیٔ

کے بعد ہی اپنی مجوزہ اصلاحات پر عمل کرنا شروع کردیا تھا ۔ چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلے یکم جولائی ۱۹۵۷ء کو شخصی قانون کا ضابطہ نافذ کیا گیا ۔ اس ضابطے کے تحت شرعی عدالتیں ختم کردی گئیں، تعدد ازدواج کو ممنوع قرار دیا گیا ۔ اور عورتوں اور مردوں دونوں کو یہ حق ملا کہ وہ عدالت کے ذریعے طلاق لے سکیں ۔ اس ضابطے کے لفاظ کے خلاف ملک میں کافی آوازیں بلند ہوئیں لیکن جلد ہی دب گئیں ۔ ۱۹۶۰ء میں جب رمضان کے روزوں کے خلاف صدر بورقیبہ نے بیانات دئے تو ملک میں اس قدر شور مچا کہ ان کو صفائی پیش کرلی پڑی کہ مذہبی عقیدہ کو کمزور کرنا ان کا مقصد نہیں تھا ۔

تعلیمی لحاظ سے تونس شمالی افریقہ کے تمام ملکوں سے آگے بڑھا ہوا ہے ۔ اندازہ ہے کہ اس وقت تعلیمی عمر رکھنے والے طلبہ کی تقریباً نصف تعداد مدرسوں میں ہے ۔ ابتدائی مدارس میں عربی ذریعہ تعلیم ہے لیکن ثانوی مدارس میں کچھ مضامین عربی میں پڑھائے جاتے ہیں اور کچھ فرانسیسی میں ۔ ۱۹۵۹ء میں ڈیڑھ ہزار تونسی طلبہ فرانس میں اور ایک سو طلبہ مشرق وسطیٰ میں زیر تعلیم تھے ۔ ۱۹۶۰ء میں تونس یونیورسٹی بھی قائم ہوگئی ۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ۱۹۶۹ء تک سارے ملک میں ابتدائی تعلیم عام کردی جائے ۔ جامعہ زیتونہ تونس کی جامعہ ازہر ہے ۔ یہاں تعلیم کے دو شعبے ہیں ایک شعبۂ دینیات اور دوسرا شعبۂ عربی ادبیات ۔ آزادی کے بعد سے یہاں کا انتظام حکومت نے سنبھال لیا ہے اور جامعہ زیتونہ کا ریکٹر وزارت تعلیم کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے ۔

تونس میں سب سے زیادہ کثیر الاشاعت روزنامہ '' العمل '' ہے جو سرکاری جماعت کا ترجمان ہے ۔ اس کی اشاعت ۲۰ ہزار ہے ۔ دوسرا اہم روزنامہ '' الصباح '' ہے ۔ یہ اخبار حزب دستور جدید کے اس طبقہ کا ترجمان تھا جو حبیب بورقیبہ کا مخالف تھا ۔ آزادی کے وقت اس کی اشاعت پندرہ ہزار تھی ۔ لیکن مخالفت کی وجہ سے اسے ۱۹۵۷ء میں بند کردیا گیا تھا ۔ ۱۹۵۸ء سے یہ اخبار پھر جاری ہوگیا ہے ۔ اس کی پالیسی غیر جانبداری کی ہے ۔ اب اس کا رجحان عرب اتحاد کی طرف ہے ۔